

باہمی شکر رنجیوں کا بطریق احسن حل پیش کرنے والا مَدَنی گلدستہ



فیصلہ کرنے کے مَدَنی پھول

- 5 * عادل قاضی
- 11 * جان دیدی ہمنصب قضا قبول نہ کیا
- 14 * آداب فیصلہ
- 17 * سرکار مدینہ منورہ، صلوات اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ ماننے کا انجام
- 25 * ذمہ داری مانگ کر لینے کا نقصان
- 40 * دوست کے قاتل
- 50 * امیر اہلسنت کے فیصلہ کرنے کا انداز



پیشکش:

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286



مرکزی مجلس شوری
(دعوتِ اسلامی)

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

فیصلہ کرنے کے مدنی پھول

دروہ شریف کی نصیبت

مدینے کے سلطان، رحمت عالمین، سرورِ ذیشان، صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
کا فرمانِ جنتِ نشان ہے: ”جو مجھ پر مجھے کے دن اور رات 100 مرتبہ دُرُودِ
شریف پڑھے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کی 100 حاجتیں پوری فرمائے گا، 70 آخرت
کی اور 30 دُنیا کی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو اُس دُرُودِ پاک
کو میری قبر میں یوں پہنچائے گا جیسے تمہیں تحائف پیش کئے جاتے ہیں، بلاشبہ میرا
علم میرے وصال کے بعد ویسا ہی ہوگا جیسا میری حیات میں ہے۔“

(جَمْعُ الْجَوَامِعِ لِلشُّيُوطِيِّ، الْحَدِيثُ ۲۲۳۵۵، ج ۷، ص ۱۹۹)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

①..... مبلغِ دعوتِ اسلامی ونگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری رَحْمَةُ
(نُذَارِي) نے بروز اتوار ۲۱ رجب الثَوَث ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء کو تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر
غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ باب المدینہ کراچی میں وکلا و حُجْر
کے سنتوں بھرے اجتماع میں یہ بیان بنام ”وکیل کو کیسا ہونا چاہیے؟“ فرمایا۔ اس کا ایک حصہ ”فیصلہ
کرنے کے مدنی پھول“ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد پیش کیا جا رہا ہے۔

سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فیصلہ

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک لشکر حضرت سیدنا خالد بن ولید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کی سربراہی میں روانہ فرمایا جس میں حضرت سیدنا عمار بن یاسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ بھی شریک تھے۔ جن لوگوں سے جہاد کرنا تھا جب ان کا علاقہ قریب آیا تو رات ہو جانے کے سبب لشکر ٹھہر گیا اور ذُو الْعِیْنِیْنِ نامی ایک شخص نے جا کر قوم کفار کو اسلامی لشکر کے حملے کی خبر دیدی۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کے حملے سے آگاہ ہوتے ہی راتوں رات اپنا مال و متاع اور اہل و عیال لے کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ایک شخص نہ بھاگا بلکہ اپنا سامان اور بال بچوں کو جمع کیا اور بھاگنے سے پہلے چھپ کر لشکرِ اسلام میں آیا، یہاں آ کر حضرت سیدنا عمار بن یاسر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کے متعلق پوچھا اور جب ان سے ملاقات ہوئی تو عرض کی کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کی قوم حملے کی خبر پا کر بھاگ گئی ہے اور یہاں صرف وہی رہ گیا ہے اور کیا اس کا اسلام لانا کچھ مفید ہوگا؟ اگر اس کی جان اور مال محفوظ رہے تو یہاں ٹھہرا رہے ورنہ وہ بھی بھاگ جائے۔ تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ نے فرمایا کہ تمہارا ایمان ضرور تمہیں نفع دے گا، تم اطمینان سے رہو،

میں تمہیں امان دیتا ہوں۔ وہ شخص مطمئن ہو کر لوٹ گیا اور صبح کو جب لشکرِ اسلام نے اس بستی پر حملہ کیا تو دیکھا کہ سوائے ایک گھر کے باقی سارے خالی پڑے ہیں۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بال بچوں سمیت قید کر لیا اور اس کے مال پر بھی قبضہ کر لیا، حضرت سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ اسے چھوڑ دیں میں اسے امان دے چکا ہوں اور یہ مسلمان بھی ہو چکا ہے۔ حضرت سیدنا خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں لشکر کا امیر ہوں آپ کو امان دینے کا کیا حق تھا؟

اس پر ان دونوں ہستیوں میں شکر رنجی (معمولی سی رشش) ہو گئی، اس حال میں یہ حضرات مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور یہ مقدمہ بارگاہِ نبوت میں پیش ہوا تو حضور نبی رحمت، شفیع اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امان کو جائز رکھا اور اس شخص کو مع اس کے مال و اسباب اور اہل و عیال چھوڑ دیا، پھر حضرت سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاکید فرمائی کہ وہ آئندہ بغیر اجازت کسی کو امان نہ دیا کریں۔ حضرت خالد نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ عمار جیسے غلام کو اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ وہ میرا مقابلہ کرے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے)

ارشاد فرمایا: جو عمار کو بُرا بھلا کہے خدا اس کا بُرا کرے، جو عمار سے بُغض رکھے خدا اس سے ناراض ہو جائے، جو عمار پر لعن طعن کرے خدا اس پر لعن طعن کرے۔ حضرت سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر غصے سے بارگاہِ بے کس نواز سے روانہ ہو چکے تھے لہذا حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان سن کر فوراً ان کے پیچھے دوڑے اور راستے میں ہی انہیں جالیا اور پیچھے سے ان کا دامن پکڑ کر لپٹ گئے اور مغذرت کر کے ان کو راضی کر لیا اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ
 أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
 مِنْكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ
 فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن
 كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
 الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ
 تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ (پ ۵، النساء: ۵۹)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو
 حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان
 کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم
 میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے
 اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر
 اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر
 ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

(تفسیر الطبری، پ ۵، النساء، تحت الاية: ۵۹، ج ۴، ص ۱۵۱)

سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ! پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے

پیارے آقا صَلَّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے کیسے بیٹھے انداز میں دو صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ میں پیدا ہونے والی شکر رنجی کو دو فرمایا اور پھر صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ نے بھی کمال اطاعت کا کیسا ثبوت دیا کہ فوراً ایک دوسرے سے راضی ہو گئے۔ صاحبِ جو دو نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال صَلَّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اس مبارک فیصلے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب قاضی کی عدالت میں کوئی ایسا مقدمہ پیش ہو جس میں ایک فریقِ اعلیٰ اور دوسرا دنی مرتبے والا ہو تو اسے کسی کے مرتبے کا لحاظ رکھے بغیر حق بات ہی کا فیصلہ کرنا چاہئے۔ چنانچہ،

عادل قاضی (Righteous Judge)

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ كَرَّمَ اللهُ تَعَالَى وَجْهَهُ الْكَرِيمِ جنگِ صفین کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی زَرَّہ اونٹ سے گر گئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد آپ واپس کو فہ تشریف لائے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے وہ زَرَّہ ایک یہودی کے پاس دیکھی جو بازار میں اسے بیچ رہا تھا، آپ نے زَرَّہ پہچان کر یہودی سے ارشاد فرمایا: ”یہ زَرَّہ تو میری ہے، میں نے کسی کو فروخت کی ہے نہ ہبہ کی ہے، پھر تیرے پاس کیسے پہنچی؟“ یہودی نے عرض کی: ”جناب! یہ زَرَّہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔“ تو آپ نے فرمایا: ”چلو! ہم قاضی کے پاس چلتے ہیں۔“ چنانچہ، جب دونوں قاضی شرحِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے پاس پہنچے تو

آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قاضی شَرَح کے پہلو میں اور یہودی ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے ساتھ مجلس عدالت میں برابر کھڑا ہوتا، مگر میں نے نبی کریم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ یہودیوں کو حقیر سمجھو جیسا کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں حقیر قرار دیا ہے۔

قاضی شَرَح رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے عرض کی: ”اے امیر المؤمنین! فرمائیے! کیا اس یہودی سے آپ کا کوئی معاملہ ہے؟“ تو آپ نے فرمایا: ”ہاں! یہ زرہ جو یہودی کے قبضے میں ہے، میری ہے، میں نے اسے بیچنا نہ بہہ کیا۔“ قاضی صاحب نے یہودی سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔ قاضی صاحب نے امیر المؤمنین سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس گواہ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”ہاں! میرا غلام قنبر اور میرا بیٹا حسن گواہی دیں گے کہ یہ زرہ میری ہے۔“ تو قاضی شَرَح رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے یہ کہتے ہوئے کہ ”باپ کے حق میں بیٹی کی گواہی شرعاً معتبر نہیں“ یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ یہ دیکھ کر یہودی کہنے لگا کہ امیر المؤمنین مجھے ہی قاضی کے پاس لائے اور ان کے قاضی نے ان کے خلاف ہی فیصلہ دے دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک یہ دین سچا ہے اور یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ اللهُ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

اور حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہُ عَزَّوَجَلَّ کے سچے رسول ہیں، اے امیر المؤمنین! بیزرّہ آپ ہی کی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، الرقم ۲۵۷ شریح بن حارث الکندی، الحدیث: ۵۰۸۶، ج ۴، ص ۱۵۳)

سُبْحَانَ اللہِ عَزَّوَجَلَّ! میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کی کیسی اعلیٰ تَرَبُّیَّت کی کہ خلیفہ وقت ایک عام آدمی کی طرح قاضی کی عدالت میں پیش ہوتا ہے اور قاضی خلیفہ کے خلاف اور یہودی کے حق میں فیصلہ کرنے میں ذرہ بھر تامل سے کام نہیں لیتا کیونکہ منصبِ قضا کا یہی تقاضا تھا کہ کوئی بھی ہو فیصلہ حق و انصاف پر مبنی ہونا چاہئے۔ جیسا کہ سورہ نساء میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ط
ترجمہ کنز الایمان: اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ (پ ۵، النساء: ۵۸)

سلف صالحین اور منصبِ قضا

منصبِ قضا کا حق ادا کرتے ہوئے فیصلہ کرنا بڑا ہی جان جوکھوں کا کام ہے اور بہت سے سلف صالحین رَحِمَهُمُ اللہُ السَّلَام نے اس حساس منصب سے بچنے میں ہی عافیت جانی۔ چنانچہ،

عباسی خلیفہ منصور نے قاضی القضاة (یعنی چیف جسٹس) کے منصب پر کسی عالم دین کو مقرر کرنے کا ارادہ کیا اور اس سلسلے میں اس کی نظرِ انتخاب چار جلیل القدر ہستیوں پر ٹھہری۔ چنانچہ، اس نے ان چاروں یعنی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت سیدنا سفیان ثوری، حضرت سیدنا شریک اور حضرت سیدنا مشعر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى کو دربار میں طلب کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا کہ میں کسی حیلہ سے اس منصب کو قبول کرنے سے جان چھڑا لوں گا۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي نے فرمایا کہ وہ بھاگ جائیں گے مگر یہ منصب قبول نہیں کریں گے۔ حضرت سیدنا مشعر رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے فرمایا کہ وہ بچنے کے لئے خود کو پاگل اور دیوانہ ظاہر کریں گے اور حضرت سیدنا شریک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى نے فرمایا کہ لگے کہ (اگر آپ لوگ ایسا کریں گے تو) میں اسے قبول کرنے سے نہیں بچ پاؤں گا۔ چنانچہ جب منصور کا درباری سپاہی انہیں لینے آیا تو حضرت سیدنا سفیان ثوری عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي نے اس سے فرمایا: ”میں قضائے حاجت کرنا چاہتا ہوں۔“ پس آپ ایک دیوار کے پیچھے چھپ گئے۔ (قریب ہی دریا تھا) آپ نے دریا میں جھاڑیوں سے بھری ہوئی ایک کشتی دیکھی تو ملاح سے فرمایا: ”اس دیوار کے پیچھے ایک شخص ہے جو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔“ اس سے آپ کی مراد سرورِ کائنات صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اس

فرمان کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ ”جسے مَنصَبِ قضا پر فائز کیا گیا گویا اسے بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔“ (سنن ابی داود، کتاب الأفضیة، باب فی طلب القضاء، الحدیث: ۳۵۷۲، ج ۳، ص ۴۱۷) پس ملاح نے آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْه کی بات سن کر آپ کو کشتی میں جھاڑیوں کے نیچے چھپا دیا۔

جب درباری سپاہی نے کافی دیر گزر جانے کے بعد تلاش کیا تو آپ کہیں نظر نہ آئے تو وہ بقیہ تینوں حضرات کو ہی لے کر خلیفہ منصور کے پاس چلا گیا۔ حضرت سیدنا مَسْعَرُ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْه دربار میں پہنچتے ہی خلیفہ سے پوچھنے لگے جناب آپ کے جانوروں کا کیا حال ہے؟ اور آپ کے خُدام کیسے ہیں؟ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْه کی ایسی باتیں سن کر ان لوگوں نے آپ کو مجنوں اور دیوانہ سمجھتے ہوئے آپ کو بھی جانے دیا (کہ یہ جب آدابِ مجلس سے بھی آگاہ نہیں تو قاضی کیسے بنیں گے)۔ اب حضرت سیدنا امام اعظم عَلَيْنِهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْأَكْرَمِہ کی باری آئی تو آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْه نے فرمایا: ”میں کپڑے کا کاروبار کرتا ہوں اور کوفہ کے اشراف کبھی اس بات پر راضی نہ ہوں گے کہ ان کا قاضی ایک کپڑے بیچنے والا شخص ہو۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اگر مجھے قاضی بنایا گیا تو کوفہ کے لوگ مجھے مزدور کہیں گے۔“

جب حضرت سیدنا شریک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْه کی باری آئی تو آپ

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے عذر پیش کیا کہ انہیں نسیان کا مرض لاحق ہے۔ تو خلیفہ نے کہا

کہ وہ آپ کو ایسے مغزبات وغیرہ کھلائے گا کہ یہ مرض ختم ہو جائے گا۔ پھر آپ

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اپنی کمزوری و ناتوانی کا ذکر کیا تو خلیفہ نے کہا کہ ہم اس کے

خاتمے کے لئے آپ کو روغن بادام سے تیار کردہ حلوہ جات کھلایا کریں گے۔

چنانچہ، جب کوئی راہِ نجات نہ پائی تو چار و ناچار راضی ہو کر فرمانے لگے: مجھے

منصبِ قضا منظور تو ہے مگر اس سلسلے میں میں کسی کی پرواہ نہ کروں گا خواہ وہ آپ کا

درباری و قریبی ساتھی ہی ہو۔ خلیفہ نے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کی یہ بات بھی

مانتے ہوئے کہا مجھے منظور ہے: آپ کو حق حاصل ہوگا اگر فیصلہ میرے یا میری

اولاد کے خلاف بھی ہو تو کر دیجئے گا۔ اس طرح آپ کو منصبِ قضا پر فائز کر دیا

گیا۔ ایک دن آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ مسندِ قضا پر تشریف فرما تھے کہ خلیفہ کا ایک

خاص غلام حاضر ہوا جس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس غلام نے اپنے

مقابل سے آگے بڑھ کر ممتاز جگہ بیٹھنا چاہا تو حضرت سیدنا شریک

رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے اسے ڈانٹ دیا۔ تو وہ برہم ہو کر بولا: لگتا ہے آپ احمق

ہیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے فرمایا: میں نے پہلے ہی تمہارے آقا سے کہا تھا

مگر وہ نہیں مانا اور مجھے زبردستی قاضی بنا دیا۔ چنانچہ اس کے بعد آپ کو اس منصب

سے ہٹا دیا گیا۔ (المناقب للکردری، ج ۱، ص ۲۰۴ تا ۲۰۵)

جان دیدی، منصبِ قضا قبول نہ کیا

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 36 صفحات پر مشتمل رسالے، ”اشکوں کی برسات“، صفحہ 27 پر شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: عباسی خلیفہ منصور نے امام اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عرض کیا کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ میری مملکت کے قاضی القضاة (یعنی چیف جج) بن جائیے۔ فرمایا: میں اس عہدے کے قابل نہیں۔ منصور بولا: آپ جھوٹ کہتے ہیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا: اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو آپ نے خود ہی فیصلہ کر دیا! جھوٹا شخص قاضی بننے کے لائق ہی نہیں ہوتا۔ خلیفہ منصور نے اس بات کو اپنی توہین تصور کرتے ہوئے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو جیل بھجوا دیا۔ روزانہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سر مبارک پر دس کوڑے مارے جاتے جس سے خون سرِ اقدس سے بہہ کر ٹخنوں تک آجاتا، اس طرح مجبور کیا جاتا رہا کہ قاضی بننے کیلئے حامی بھر لیں مگر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ حکومتی عہدہ قبول کرنے کیلئے راضی نہ ہوئے۔ اسی طرح آپ کو یومیہ دس کے حساب سے ایک سو دس کوڑے مارے گئے۔ لوگوں کی ہمدردیاں امامِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ تھیں۔ بالآخر دھوکے سے زہر کا پیالہ پیش کیا گیا مگر آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مومنانہ فراست سے

زہر کو پہچان گئے اور پینے سے انکار فرما دیا، اس پر آپ ﷺ کو لٹا کر زبردستی حلق میں زہر اُنڈیل دیا گیا۔ زہر نے جب اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئے اور سجدے ہی کی حالت میں ۵۰ھ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ عنہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ (الخیرات الحسان، ص ۸۸ تا ۹۲) اس وقت آپ ﷺ کی عمر شریف 80 برس تھی۔ بغدادِ معلیٰ میں آپ ﷺ کو مزارِ فائز الانوار آج بھی مریحِ خلاق ہے۔

دیارِ بغداد میں بلا کر، مزار اپنا دکھا، جہاں پر
ہیں نور کی بارشیں چھما چھم، امامِ اعظم ابو حنیفہ

(وسائل بخشش، ص ۴۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّدٍ شکر رنجیاں اور اُن کے نقصانات

ٹھٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات کچھ اسلامی بھائیوں کے مابین غلط فہمیوں وغیرہ کی بنا پر شکر رنجیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور بات بڑھتے بڑھتے شدید عداوت تک پہنچ کر قطعِ تعلقی پر ختم ہوتی ہے۔ پھر عیب جوئی، غیبت، چُغلی، غلط بیانی اور بُہتان تراشی کی گرم بازاری کے سبب نامہ اعمال کی سیاہی اور انا و ضد کی وجہ سے طرفین کی تباہی کا انتظام ہونے لگتا ہے۔ یقیناً یہ شیطانِ لعین کے کارنامے ہیں کہ یہ مسلمانوں بالخصوص نیکی کی دعوت دینے والوں کو آپس میں لڑوا کر اپنے

مقصدِ اصلی (مدنی کام) سے توجہ ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان کے ان فتنوں سے شاید ہی کوئی گھر، ادارہ یا تنظیم محفوظ ہو۔ چنانچہ،

شیطان آپس میں لڑواتا ہے

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صفحات پر مشتمل رسالے، ”ناچاقیوں کا علاج“، صفحہ 5 تا 6 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامتہ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: **بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! شیطان مردود مسلمانوں میں پھوٹ ڈلواتا، لڑواتا اور قتل و غارتگری کرواتا ہے، نیز انہیں صلح پر آمادہ ہونے ہی نہیں دیتا۔** بلکہ بارہا ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی نیک دل اسلامی بھائی بیچ میں پڑ کر ان میں صلح کروا بھی دے تب بھی طرح طرح کے وسوسے ڈال کر بھڑکاتا ہے۔

شیطان مکار و نابکار کے وار سے خبردار کرتے ہوئے پارہ 15 سورہٴ بنسی اسرائیل کی 53 ویں آیتِ کریمہ میں ہمارا پیارا پروردگار عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ کنز الایمان: بے شک شیطان

(پ ۱، بنی اسرائیل: ۵۳) ان کے آپس میں فساد ڈالتا ہے۔

(ناچاقیوں کا علاج، ص ۵ تا ۶)

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! جب اس طرح کی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو

اس وقت لوگ عموماً کسی اہم فرد (خواہ وہ کسی گھریا قبیلے کا سربراہ ہو یا کسی ادارے یا تنظیم کا بڑا ذمہ دار) کی طرف رجوع کرتے ہیں اور پھر اس فرد کو فیصلہ کرنے کی اہم ذمہ داری ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ ذمہ داری اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ایسا معاملہ کسی دینی تنظیم کے ذمہ دار کے ہاں پیش ہوتا ہے کہ اس سے اگر کوئی غلط فیصلہ سرزد ہو گیا تو طرَفین میں سے دونوں یا ایک بدنظر ہو کر اس ذمہ دار..... اور حماقت کی رفاقت ہوئی تو تنظیم..... بلکہ شقاوت کی نحوست بھی ساتھ ہوئی تو دین سے دور ہو کر پھر سے گناہوں بھرے گندے ماحول میں پڑ سکتا ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آدابِ فیصلہ

لہذا حکم (یعنی فیصلہ کرنے والے) کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ فیصلہ کرنے کے لئے ضروری شرعی آداب جانتا ہو، جنہیں پیش نظر رکھ کر انتہائی حکمت عملی سے فیصلہ کرے۔ چنانچہ، ذیل میں فیصلہ کرنے کے کچھ آداب بیان کئے جاتے ہیں۔

﴿1﴾ علمائے کرام کی خدمت میں

حاضر ہوں

دو اسلامی بھائیوں میں کسی قسم کا نزاع واقع ہو تو انہیں چاہئے کہ نزاع کا شرعی حل تلاش کرنے کے لئے علمائے کرام کا منت بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی خدمت میں حاضر

ہوں۔ جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

وَ اِلَى اَوْلِيَ الْاَمْرِ مِنْهُمْ

لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ

مِنْهُمْ

(پ ۵، النساء: ۸۳)

کرتے ہیں۔

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور ان سے اُس کی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں۔

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ قرآن و سنت سے مسائل کا حل تلاش کرنا صرف انہی لوگوں کا کام ہے جو اس کے اہل ہیں۔ اور جب حل مل جائے تو قیل و قال نہ کیجئے بلکہ سر تسلیم خم کر دیجئے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا

دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لِيَحْكُمَ

بَيْنَهُمْ اَنْ يَقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا

وَ اُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

(پ ۱۸، النور: ۵۱) اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جب قرآن کریم اور سنتِ رسول کریم سے جھگڑے کا حل مل جائے تو اسے مان لینا حقیقی مسلمان ہونے کی علامت ہے اور جو لوگ قرآن و سنت کے فیصلوں سے انحراف کرتے ہیں ان کے دلوں میں نفاق پایا جاتا

ہے۔ چنانچہ، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ
مُعْرِضُونَ ﴿۳۸﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ
الْحَقُّ يَأْتُوا اللَّهَ مُذْعِنِينَ ﴿۳۹﴾ أَفِي
قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمْ امْرَأَتَا بَوَا أَمْ
يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
وَرَسُولَهُ ۗ بَلْ أُولَئِكَ هُمُ
الظَّالِمُونَ ﴿۴۰﴾ (پ ۱۸، النور: ۳۸ تا ۵۰)

ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں۔

پس کفر و نفاق کی تاریک وادیوں میں بھٹکنے والے لوگ کبھی پسند نہیں کرتے کہ ان کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیا جائے۔ کیونکہ انہیں یہ فکر دامن گیر ہوتی ہے کہ اگر قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ ہوا تو یقیناً سچ پر مبنی ہوگا اور حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی اور اس طرح جھوٹ کا پردہ فاش ہونے سے ان کی جگ ہنسائی ہوگی۔ چنانچہ،

صدر الافاضل، حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي ”خزائن العرفان“ میں ان آیاتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ ”کُفّار و منافقین بارہا تجربہ کر چکے تھے اور انہیں کامل یقین تھا کہ سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فیصلہ سراسر حق و عدل ہوتا ہے، اس لئے ان میں جو سچا ہوتا وہ تو خواہش کرتا تھا کہ حضور اس کا فیصلہ فرمائیں اور جو ناحق پر ہوتا وہ جانتا تھا کہ رسولِ اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی سچی عدالت سے وہ اپنی ناجائز مراد نہیں پاسکتا۔ اس لئے وہ حضور کے فیصلہ سے ڈرتا اور گھبراتا تھا۔

شان نزول: بئر نامی ایک مُنافق تھا ایک زمین کے معاملہ میں اس کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا یہودی جانتا تھا کہ اس معاملہ میں وہ سچا ہے اور اس کو یقین تھا کہ سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حق و عدل کا فیصلہ فرماتے ہیں اس لئے اس نے خواہش کی کہ اس مقدمے کا حضور عَلَيْهِ السَّلَام سے فیصلہ کرایا جائے لیکن مُنافق بھی جانتا تھا کہ وہ باطل پر ہے اور سید عالم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عدل و انصاف میں کسی کی رُو رعایت نہیں فرماتے اس لئے وہ حضور کے فیصلہ پر تو راضی نہ ہوا اور کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرانے پر مُصر ہوا اور حضور کی نسبت کہنے لگا کہ وہ ہم پر ظلم کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(خزائن العرفان، پ ۱۸، النور: ۳۸ تا ۵۰)

سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فیصلہ نہ ماننے کا انجام:

امام حکیم ترمذی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَرِي نے حضرت مَحْمُول رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سے ایک

قول نقل کیا ہے کہ دو بندوں کے درمیان ایک شے میں جھگڑا ہو گیا ان میں سے ایک مُنافِق اور دوسرا مومن تھا۔ مُنافِق کا دعویٰ تھا کہ یہ شے اس کی ہے۔ چنانچہ دونوں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ عرض کیا۔ جب سرکارِ ابد قرار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حق بات کا فیصلہ فرماتے ہوئے مومن کے حق میں اور مُنافِق کے خلاف فیصلہ فرمایا تو وہ فوراً بولا: ”یا رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! ہم دونوں کو اس بات کے فیصلے کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق کے پاس بھیج دیجئے۔“ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ٹھیک ہے تم دونوں ابوبکر کے پاس چلے جاؤ۔“ جب انہوں نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں حاضر ہو کر ساری بات بتائی اور سرورِ کائنات صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فیصلے سے بھی آگاہ کیا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ارشاد فرمایا: ”میں ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کا اہل نہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فیصلے سے منہ پھرتے ہیں۔“ بارگاہِ صدیق سے مایوس ہو کر جب وہ مُنافِق اپنے مومن ساتھی کے ساتھ واپس بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو پھر عرض کی کہ انہیں حضرت سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے پاس بھیج دیا جائے۔ جب سرکارِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یہ اجازت بھی دے دی تو مومن نے عرض کی: ”یا رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! کیا ایسے شخص کے ساتھ سیدنا

عمر کے پاس جاؤں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فیصلے سے انحراف کرنے والا ہے۔“ تو سرکارِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”تم اس کے ساتھ جاؤ۔“ جب دونوں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ بیان کیا تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ارشاد فرمایا: ”جانے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرنا جب تک کہ میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں۔“ اس کے بعد آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ گھر جا کر اپنی تلوار اٹھالائے اور واپس آ کر فرمایا: ”اب دوبارہ اپنا معاملہ بیان کرو۔“ جب دونوں نے سارا معاملہ بیان کیا اور امیر المؤمنین عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ پر خوب واضح ہو گیا کہ مُنَافِقُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے فیصلے سے رُوگردانی کر رہا ہے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی تلوار سے مُنَافِقُ کے سر پر ایسا وار کیا کہ تلوار اس کے جگر تک پہنچ گئی، پھر ارشاد فرمایا: ”جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فیصلہ نہ مانے میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔“ ادھر جبرائیل امین عَلَيْهِ السَّلَام فوراً بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! عمر نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ عمر کی زبان سے حق و باطل کے درمیان فرق کرانا چاہتا تھا۔“ یہی وجہ ہے کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو فاروق کہا جانے لگا۔ (نوادرات الاصول فی

احادیث الرسول، الاصل الثالث والاربعون، فی تسلیم الحق و سر مصافحتہ لعمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ، الحدیث: ۲۶۸، ج ۱، ص ۱۷۶)

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عنایت فرمائے کہ جب بھی
کوئی نزاع پیدا ہو تو ہم اسے قرآن و سنت کے سنہری اصولوں کے مطابق حل
کرنے کی کوشش کریں۔ نیز اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ہمیشہ منافقین و کفار جیسے طرزِ عمل
سے محفوظ فرمائے۔ (امین بجاء النبی الامین صَلَّ اللهُ تَعَالَى عَلَیْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

﴿2﴾ جواہل ہو وہی فیصلہ کرے

اگر دو اسلامی بھائیوں کے درمیان کسی بات پر شدید اختلاف پیدا ہو جائے
اور انہیں اس کا کوئی حل نظر نہ آتا ہو تو وہ کسی ایسے ذمہ دار اسلامی بھائی کی خدمت
میں حاضر ہوں جو ان کے درمیان فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔ چنانچہ،

جس اسلامی بھائی کی خدمت میں فریقین حاضر ہوں، اگر صرف وہی اس
جھگڑے کا فیصلہ کر سکتا ہو اور کسی دوسرے میں صلاحیت ہی نہ ہو کہ انصاف کرے تو
اس صورت میں اُس اسلامی بھائی پر واجب ہے کہ وہ ان کے اختلاف کو ختم کر
دے۔ اور اگر کوئی دوسرا اسلامی بھائی بھی اس قابل ہو مگر یہ زیادہ صلاحیت رکھتا
ہے تو اب اس کو قبول کر لینا مستحب ہے اور اگر دوسرے بھی اسی قابلیت کے ہیں تو

اختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے اور اگر یہ صلاحیت رکھتا ہے مگر دوسرا اس سے بہتر ہے تو اس کو قبول کرنا مکروہ ہے اور یہ شخص اگر خود جانتا ہے کہ یہ کام مجھ سے انجام نہ پاسکے گا تو قبول کرنا حرام ہے۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب أدب القاضی، الباب الثانی فی الدخول فی القضاء، ج ۳، ص ۳۱۱ مفہوماً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جو اپنے اندر حق بات کا فیصلہ کرنے کی اہلیت نہ پاتا ہو تو وہ فریقین سے عرض کر دے کہ وہ اس معاملہ کو کسی اہل (بڑے ذمہ دار) کے پاس لے جائیں اور اس صورت میں عزت و مرتبہ کے زعم میں خود کو بطور حکم پیش کر کے ہرگز ہلاکت میں نہ پڑے اور نہ ہی دل میں ایسی طلب و تمننا رکھے کہ یہ معاملہ ہمارے اندازے سے کہیں بڑھ کر نزاکت کا حامل اور احتیاط کا تقاضا کرنے والا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ سرکارِ والاختبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جو لوگوں کے درمیان قاضی بنایا گیا گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الأفضیة، باب فی طلب القضاء، الحدیث: ۳۵۷۷، ج ۳، ص ۴۱)

مفسر شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ چھری سے ذبح کر دینے میں جان آسانی سے اور جلد نکل جاتی ہے، بغیر چھری مارنے میں جیسے گلا گھونٹ کر، ڈبو کر، جلا کر، کھانا پانی بند

کر کے، ان میں جان بڑی مصیبت سے اور بہت دیر میں نکلتی ہے۔ ایسا قاضی بدن میں موٹا ہو جاتا ہے مگر دین اس طرح برباد کر لیتا ہے کہ اس کی سزا دنیا میں بھی پاتا ہے اور آخرت میں بھی بہت دراز، کیونکہ ایسا قاضی ظلم، رشوت، حق تلفی وغیرہ ضرور کرتا ہے جس سے دنیا اس پر لعنت کرتی ہے اللہ، رسول ناراض ہیں، فرعون، حجاج یزید وغیرہ کی مثالیں موجود ہیں، اس حدیث کی بنا پر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیل میں جان دینا قبول فرمایا مگر قضا قبول نہ فرمائی۔

(مرآة شرح المشكاة، كتاب الاقضية، الفصل الثانی، ج ۵، ص ۷۷-۷۸)

کوئی اسلامی بھائی جان بوجھ کر ایسا کام کیوں کرے گا کہ بغیر چھری سے ذبح کرنے کی طرح بظاہر تو عافیت میں اور جاہ و عظمت والا ہو مگر باطنی طور پر ہلاکت و بربادی اس کا مقدر بن جائے۔

﴿3﴾ حَکَم بِنِنے کی خواہش نہیں

کرنا چاہئے

اگر کوئی اسلامی بھائی خود اس خواہش کا اظہار کرے کہ اسے حکم (یعنی فیصلہ کرنے والا) بنا دیا جائے تو ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور میری قوم کے دو شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک نے عرض کی:

”یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! مجھے امیر (لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کرنے والا) بنا دیجئے۔“ اور دوسرے نے بھی یہی عرض کی تو آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”ہم اُس کو والی نہیں بناتے جو اس کا سوال کرے اور نہ اُس کو جو اس کی حرص کرے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الإمارة، الحدیث: ۷۱۴۹، ج ۴، ص ۴۵۶)

ذمہ داری مانگ کر لینے کی صورت:

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! کوشش کی جائے کہ ذمہ داری مانگ کر نہ لی جائے، اگرچہ ایسا کرنا جائز ہے جبکہ اہلیت ہو اور اس جیسا کوئی نہ ہو جیسا کہ حضرت سیدنا یوسف عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے مُتَعَلِّقِ مَرُوی ہے کہ انہوں نے ذمہ داری مانگ کر لی تھی۔ چنانچہ،

سورۃ یوسف میں ہے:

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلَيْمَ ﴿۵۵﴾
ترجمہ کنز الایمان: یوسف نے کہا مجھے زمین کے خزانوں پر کر دے بیشک (پ ۱۳، یوسف: ۵۵) میں حفاظت والا علم والا ہوں۔

صدر الافاضل، حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي ”خزائن العرفان“ میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے

ہیں کہ ”احادیث میں طلبِ امارت کی ممانعت آئی ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ جب مُلک میں اہل موجود ہوں اور اقامتِ اَحکامِ الہی کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہ ہو اس وقت امارت طلب کرنا مکروہ ہے لیکن جب ایک ہی شخص اہل ہو تو اس کو احکامِ الہیہ کی اقامت کے لئے امارت طلب کرنا جائز بلکہ واجب ہے اور حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوٰۃُ وَالسَّلَامُ اسی حال میں تھے آپ رسول تھے، امت کے مصالح کے عالم تھے، یہ جانتے تھے کہ قحط شدید ہونے والا ہے جس میں خَلق کو راحت و آسائش پہنچانے کی یہی سبیل ہے کہ عنانِ حکومت کو آپ اپنے ہاتھ میں لیں اس لئے آپ نے امارت طلب فرمائی۔“

پس جو اسلامی بھائی اچھی طرح کسی معاملے کی نزاکت و حقیقت سے آگاہ ہونہ اس نے پہلے کبھی کوئی ایسا کام کیا ہو تو اس سے غلطی کا امکان ہوتا ہے اور اگر وہ اسلامی بھائی اس معاملے کو خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسے ذمہ دار بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ بُوت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے مسلمانوں کے باہمی امور کا فیصلہ کرنے کا عہدہ مانگا یہاں تک کہ اسے پالیا پھر اس کا عدل اُس کے ظلم پر غالب رہا (یعنی عدل نے ظلم کرنے سے روکا) تو اُس کے لیے جنت ہے اور

جس کا ظلم عدل پر غالب آیا اُس کے لیے جہنم ہے۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب

الأفضیة، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث: ۳۵۷۵، ج ۳، ص ۴۱۸)

ذمہ داری مانگ کر لینے کا نقصان:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذمہ داری مانگ کر نہ لی جائے، اگر مانگ کر ذمہ

داری لی جائے تو بعض اوقات اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت شامل حال نہیں رہتی اور اگر

بن مانگے مل جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت و نصرت بھی شامل حال رہتی ہے۔

چنانچہ، مروی ہے کہ حضرت سیدنا عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرورِ دو

جہاں، رحمت عالمیاں صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے عبدالرحمن!

امارت نہ مانگو کیونکہ اگر وہ تمہارے مانگنے پر تمہیں دی گئی تو تمہیں بھی اس کے سپرد

کر دیا جائے گا اور اگر بن مانگے دی گئی تو اس پر تمہاری مدد بھی کی جائے گی۔“

(صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب من سأل الإمارة وکل الیہا،

الحدیث: ۷۱۴۷، ج ۴، ص ۴۵۶)

دو فرشتوں کی مدد:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یہ مدد ان دو فرشتوں کے ذریعے ہوتی

ہے جو درست فیصلہ کرنے میں حکم کو حق پر ثابت قدم رکھتے ہیں۔ چنانچہ،

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”جب قاضی عدالت میں بیٹھتا ہے تو دو فرشتے اترتے ہیں اور اس کی رائے کو درست رکھتے ہیں، اسے ٹھیک بات سمجھنے کی توفیق دیتے ہیں اور اسے صحیح راستہ بُنھاتے ہیں جب تک کہ حق سے منہ نہ موڑے اور جہاں اس نے حق سے منہ موڑا فرشتوں نے بھی اسے چھوڑا اور آسمان پر پرواز کر گئے۔ (السنن الکبریٰ، کتاب آداب القاضی، باب فضل من ابتلی بشیء من الاعمال، الحدیث: ۲۰۱۶۶، ج ۱۰، ص ۱۵۱)

فاروق اعظم کے مددگار فرشتے:

حضرت سپدنا سعید ابن مسیب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی امیر المؤمنین حضرت سپدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوئے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے یہودی کو حق پر دیکھ کر اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اس پر اُس یہودی نے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے عرض کی: ”اللہ کی قسم! یقیناً آپ نے حق فیصلہ فرمایا ہے۔“ امیر المؤمنین سپدنا عمر فاروق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اسے دُڑہ مار کر دریافت فرمایا: ”تجھے کیسے معلوم ہوا؟“ یہودی نے عرض کی: ”اللہ کی قسم! ہم توریت میں پاتے ہیں کہ ایسا کوئی قاضی نہیں جو حق کے مطابق فیصلہ کرے مگر ایک فرشتہ اس کے دائیں طرف ہوتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف۔ یہ دونوں فرشتے اس وقت

تک اسے راہِ راست پر رکھتے ہیں اور حق کی توفیق دیتے ہیں جب تک کہ وہ حق پر قائم رہتا ہے اور جب حق کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ دونوں اسے چھوڑ کر آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ (مشکاة المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، الفصل الثالث،

الحديث: ۳۷۲۲، ج ۳، ص ۳۲۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلِّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿4﴾ فریقین میں صلح کرا دیجئے

پیارے اسلامی بھائیو! اگر کبھی دو اسلامی بھائیوں کے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو کسی ذمہ دار اسلامی بھائی کو کوشش کرنی چاہئے کہ فریقین آپس میں باہمی بات چیت کے ذریعے کسی سود مند نتیجے پر پہنچ کر صلح کر لیں۔ چنانچہ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ طَآءَفْتُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
تَرْجِمُهُ كَنَزَ الْإِيمَانِ: اور اگر مسلمانوں
اِقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ
کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح
بَعَثْ أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرَى
کراؤ پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی
فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَبْغِيَ إِلَى
کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں
أَمْرٍ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا
تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ
بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ
آئے پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے

اللَّهُ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ① إِنَّمَا
 الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ
 أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
 تُرْحَمُونَ ② (پ ۲۶، الحجرات: ۹ تا ۱۰)

ساتھ ان میں اصلاح کرو اور عدل کرو
 بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں۔
 مسلمان مسلمان بھائی ہیں تو اپنے دو
 بھائیوں میں صلح کرو اور اللہ سے ڈرو کہ تم
 پر رحمت ہو۔

صدر الافاضل، حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
 عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي ”خزائن العرفان“ میں ان آیات مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے
 فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دراز گوش پر سوار تشریف لے
 جاتے تھے، انصار کی مجلس پر گزر رہا، وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا، اس جگہ دراز گوش
 نے پیشاب کیا تو ابن اُبسی نے ناک بند کر لی۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ نے فرمایا کہ حضور کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر
 خوشبو رکھتا ہے، حضور تو تشریف لے گئے، ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان
 دونوں کی قومیں آپس میں لڑ گئیں اور ہاتھ پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کرادی۔ اس معاملہ
 میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان، پ ۲۶، الحجرات، تحت الایة: ۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے معلوم ہوا کہ اگر دو اسلامی بھائیوں میں کسی

مسئلہ پر اختلاف پیدا ہو جائے تو ان میں صلح کر دینا بیٹھے بیٹھے مدینے والے مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ ہے۔ اور یہ بھی جان لیجئے کہ صلح کرانا صرف ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہی سنت نہیں بلکہ ہمارے پیارے رب عَزَّوَجَلَّ نے بھی ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ،

اللہ عَزَّوَجَلَّ صلح کروائے گا:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صفحات پر مشتمل رسالے، ”ناچاقیوں کا علاج“، صَفْحَہ 30 تا 32 پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ فرماتے ہیں ایک روز سرکارِ دو عالم، نورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تشریف فرما تھے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تبسم فرمایا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر میرے ماں باپ قربان! آپ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کس لئے تبسم فرمایا؟“ ارشاد فرمایا: ”میرے دو امتی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دوزاؤں گر پڑیں گے، ایک عرض کرے گا: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس سے میرا انصاف دلا کہ اس نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ مُدْعِی (یعنی دعویٰ کرنے

والے) سے فرمائے گا: ”اب یہ بے چارہ (یعنی جس پر دعویٰ کیا گیا ہے وہ) کیا کرے اس کے پاس تو کوئی نیکی باقی نہیں۔“ مظلوم (مُذْعَمٰی) عرض کرے گا: ”میرے گناہ اس کے ذمے ڈال دے۔“ اتنا ارشاد فرما کر سرور کائنات، شاہِ موجودات صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رو پڑے۔ فرمایا: ”وہ دن بہت عظیم دن ہوگا۔ کیونکہ اس وقت (یعنی بروز قیامت) ہر ایک اس بات کا ضرورت مند ہوگا کہ اس کا بوجھ ہلکا ہو۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مظلوم سے فرمائے گا: ”دیکھ تیرے سامنے کیا ہے؟“ وہ عرض کرے گا: ”اے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں اپنے سامنے سونے کے بڑے شہر اور بڑے بڑے محلات دیکھ رہا ہوں جو موتیوں سے آراستہ ہیں۔ یہ شہر اور عمدہ محلات کس پیغمبر یا صدیق یا شہید کے لئے ہیں؟“ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”یہ اس کے لئے ہیں جو ان کی قیمت ادا کرے۔“ بندہ عرض کرے گا: ”ان کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟“ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”تو ادا کر سکتا ہے۔“ وہ عرض کرے گا: ”وہ کس طرح؟“ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”اس طرح کہ تو اپنے بھائی کے حقوق معاف کر دے۔“ بندہ عرض کرے گا: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں نے سب حقوق معاف کئے۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور دونوں اکٹھے جنت میں چلے جاؤ۔“ پھر سرکارِ نامدار، دو عالم کے مالک و مختار، شہنشاہِ ابرار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرو اور مخلوق میں صلح کرواؤ کیونکہ

اللہ عَزَّوَجَلَّ بھی بروز قیامت مسلمانوں میں صلح کروائے گا۔“

(المستدرک، الحدیث: ۸۷۵۸، ج ۵، ص ۷۹۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حدیث مذکور مسلمانوں کے درمیان صلح کروانے کی سنت الہیہ اور صلح کی ترغیب دلانے کی سنت مصطفویہ کی مقدس و مشکبار خوشبوؤں سے مہک رہی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کرے ہم بھی اس سنت خوشبودار سے اپنے ظاہر و باطن کو مَعَطَّر و مُعْتَبِر کر کے اسلامی بھائیوں میں بھائی چارگی کی بھرپور سعی کریں اور اپنے ماحول کو صلح و خیر کی خوشبوؤں سے مہکتا گلزار بلکہ مدینے کا باغ سدا بہار بنا دیں۔ چنانچہ،

صُلْحُ خَوبٍ اَوْرِیْہِ تَرِیْہِ:

ہمارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے صلح کی ترغیب دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَّ اُحْضِرَاتِ تَرْجَمَةُ كَنْزِ الْاِيْمَانِ: اور صلح خوب ہے،

اَلْاَنْفُسُ الشَّخْطِ (پ ۵، النساء: ۱۲۸) اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بعض اوقات فریقین کے نزاع کو ختم کر کے صلح کروانا بہت زیادہ سودمند ہوتا ہے۔ کیونکہ فریقین میں سے ایک کے حق میں فیصلہ ہو جانے کی صورت میں دوسرے کے دل میں عداوت و کینہ اور بغض و حسد وغیرہ جیسی بیماریاں جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ جن کا ازالہ آسانی سے ممکن نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ فریقین مقدمہ کو واپس کر دو تاکہ وہ آپس میں صلح کر لیں کیونکہ معاملہ کا فیصلہ کر دینا لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرتا ہے۔“ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلح، باب ماجاء فی التحلل... إلخ، الحدیث: ۱۳۶۰، ج ۶، ص ۱۰۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مُشْتَبَہ اُمور میں قاضی کے لئے مناسب یہ ہے کہ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ ایک دو مرتبہ فریقین کو واپس لوٹا دے تاکہ وہ خوب غور و فکر کر کے آپس میں صلح کر لیں کیونکہ صلح سے آپس میں پیار و محبت کی فضا قائم رہتی ہے اور دلوں میں بغض و کینہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی اور اگر فریقین صلح پر راضی نہ ہوں تو قاضی کو چاہئے کہ حق کے موافق فیصلہ کر دے۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب الصلح، ج ۱۰، ص ۱۴۸ ملقطاً)

میاں بیوی میں صلح کرا دیجئے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ایسی ناچاقی زوجین میں پیدا ہو کہ جس کا حل وہ آپس میں طے نہ کر سکیں تو مرد کو طلاق میں جلد بازی سے کام لینا چاہئے نہ عورت کو خلع میں۔ اور انہیں کوشش کرنی چاہئے کہ جھگڑے کے حل کے لئے کورٹ کچہری جانا پڑے نہ کسی عام مجلس میں۔ بلکہ اپنے عزیز و اقارب میں سے ایسے دو افراد کا انتخاب کریں کہ جو شریعت کی سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہوں اور ان کے جھگڑے کو

خوش اسلوبی سے حل کر کے ان کے درمیان صلح کرادیں۔ چنانچہ،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا
 تَرْجُمَهُ كَنْزَ الْإِيمَانِ: اور اگر تم کو میاں بی
 حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ
 بِنِی كِے بھگڑے كا خوف ہو تو ایک بیچ مرد
 أَهْلِهِمَا إِنْ يُرِيدَ إِصْلَاحًا
 والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک بیچ عورت
 يُؤَقِّقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنْ اللَّهُ كَانَ
 والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح
 عَلِيمًا خَيْرًا ۝۲۵
 کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے

(پ ۵، النساء: ۳۵) گابیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن تفسیر نور العرفان
 میں اس آیت مبارکہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ شوہر اور
 بیوی میں صلح کرادینا بہترین عبادت ہے۔ ایسے ہی مسلمانوں میں صلح کرانا بہت
 اچھا ہے۔ (نور العرفان، پ ۵، النساء: ۳۵)

نفلی صلوة و خیرات سے افضل کام:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ 40 صفحات پر
 مشتمل رسالے، ”ناچاقیوں کا علاج“ صفحہ 35 تا 37 پر شیخ طریقت، امیر
 اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری

دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَهُ فرماتے ہیں: بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً اَصْلَاحِ بَيْنِ النَّاسِ (یعنی لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے حکم) کے مطابق عمل کرنا ایک انتہائی عظیم مدنی کام ہے۔ اس سے اللہ عَزَّوَجَلَّ اتنا خوش ہوتا ہے کہ نفلی نماز، روزے اور صدقہ دینے سے بھی نہیں ہوتا۔ چنانچہ،

حضرت سیدنا ابودرداء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ اِمَامُ النَّبِيِّينَ وَ الْمُرْسَلِينَ، سَيِّدُ الْمُرْتَدِّينَ وَالصَّالِحِينَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے (صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ سے) ارشاد فرمایا: ”کیا تمہیں نماز، روزے اور صدقہ دینے سے افضل کام کی خبر نہ دوں؟“ صحابہ کرام رَضُوا اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ نے عرض کی: ”کیوں نہیں (اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)۔“ فرمایا: ”وہ کام صلح کروادینا ہے اور فساد پھیلانا تو (دین کو) موٹنے والا (کام) ہے۔“

(مسند احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۷۵۷۸، ج ۱۰، ص ۴۲۲)

اچھا اسلامی بھائی کون؟

دیکھا آپ نے! اسلامی بھائیوں میں صلح کروادینا کیسا فضیلت و عظمت والا کام ہے۔ تو وہ کتنا اچھا اور بھلا اسلامی بھائی ہے جو اپنے چھوٹوں پر شفقت اور اپنے بڑوں کی عزت، ہم مشرب دوستوں کی مروت و حرمت اور تمام اسلامی بھائیوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے طرز عمل کو اختیار کرتے ہوئے اپنے پاکیزہ

کردار اور نیک گفتار سے مسلمانوں میں سے شرف و ساد کو ختم کرنے کیلئے ہمیشہ
کو شاں رہے۔ چنانچہ،

صلح کی ایک عجیب حکایت

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مروی ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے
عُیُوب، مُنَزَّهٌ عَنِ الْعُیُوبِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ نصیحت نشان ہے کہ
ایک شخص نے زمین خریدی تو اسے زمین میں سے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑ املا۔
وہ زمین بیچنے والے شخص کے پاس گیا اور بولا کہ یہ سونا اس کا ہے کیونکہ اس نے تو
صرف زمین خریدی تھی سونا نہیں۔ تو زمین بیچنے والے نے جواب دیا کہ یہ سونا اب
میرا نہیں کیونکہ میں نے زمین اور جو کچھ اس میں تھا سب کچھ بیچ دیا تھا۔ جب دونوں
سونا رکھنے پر آمادہ نہ ہوئے تو انہوں نے ایک شخص کو اپنے اس عجیب جھگڑے کا فیصلہ
کرنے کے لئے ثالث بنایا، اس نے ان دونوں سے پوچھا: کیا تمہاری کوئی اولاد
ہے؟ ایک بولا میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میری ایک بیٹی ہے۔ تو ثالث
نے کہا تمہارے جھگڑے کا حل یہ ہے کہ تم دونوں اپنے بچوں کی ایک دوسرے سے
شادی کر دو اور یہ سارا سونا ان دونوں کو دے دو۔ (صحیح مسلم، کتاب الاقضية، باب

استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین، الحدیث: ۱۷۲۱، ص ۹۴۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلٰی مُحَمَّدٍ

﴿5﴾ فریقین سے برابری کا سلوک

کیجئے

جو اہلیت رکھتے ہوئے فیصلہ کرے، عدل و انصاف کے تقاضے ضرور

پورے کرے جیسا کہ قرآن پاک کا حکم ہے:

وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَرَجُمَهُ كُنْزَ الْإِيمَانِ: اور یہ کہ جب تم
تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ^ط (پ ۵، النساء: ۵۸) لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو۔

صدرُ الافاضل، حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْهَادِي ”خزائنُ العرفان“ میں اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے

ہیں کہ حاکم (اور فیصلہ کرنے والے) کو چاہئے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ

برابر کا سلوک کرے: (۱)..... اپنے پاس آنے کے لئے جیسے ایک کو موقع دے

ویسے دوسرے کو بھی دے۔ (۲)..... نَشِئَتْ (یعنی بیٹھنے کی جگہ) دونوں کو ایک جیسی

دے۔ (۳)..... دونوں کی طرف برابر متوجہ رہے۔ (۴)..... کلام سننے میں ہر

ایک کے ساتھ ایک ہی طریقہ رکھے۔ (۵)..... فیصلہ دینے میں حق کی رعایت

کرے، جس کا دوسرے پر حق ہو پورا پورا دلانے۔

فاروق اعظم کی ثالث کو ہدایت:

امام شعبی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر

اور حضرت سیدنا ابی بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے درمیان کسی معاملہ میں شکر رنجی تھی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے مشورہ فرمایا کہ کسی کو ثالث مقرر کر لیتے ہیں۔ چنانچہ، دونوں حضرت سیدنا زید بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ثالث مقرر کرنے پر رضامند ہو کر ان کے پاس ان کے گھر تشریف لائے۔ جب امیر المؤمنین سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان سے فرمایا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہم میں فیصلہ کر دیں۔ سیدنا زید بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی خدمت میں عموماً ایسا جو معاملہ بھی پیش ہوتا وہ اپنے گھر میں ہی اس کا فیصلہ فرمایا کرتے۔ چنانچہ، جب دونوں حضرات سیدنا زید بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنی مخصوص نشست سے ہٹ کر عرض کی: امیر المؤمنین یہاں تشریف لائیں۔ تو امیر المؤمنین حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ارشاد فرمایا: ”یہ تمہارا پہلا ظلم ہے جو تم نے فیصلہ میں کیا ہے۔ میں اپنے فریق کے ساتھ بیٹھوں گا۔ چنانچہ، دونوں حضرات حضرت زید رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے سامنے بیٹھ گئے اور ساری صورت حال بیان کر دی تو انہوں نے فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ابی بن کعب کو حق حاصل ہے کہ وہ امیر المؤمنین سے قسم لیں اور اگر چاہیں تو معاف کر دیں مگر حضرت عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے قسم کھالی اور پھر سیدنا زید بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے قسم لی کہ وہ اس وقت تک کسی جھگڑے کا فیصلہ نہ

کریں گے جب تک کہ اُن کے نزدیک حضرت عمر اور دوسرا مسلمان برابر نہ ہو جائے۔ یعنی جو شخص مدعی اور مدعا علیہ میں اس قسم کی تفریق کرے وہ فیصلہ کا اہل نہیں۔ (تاریخ مدینة دمشق، الرقم ۲۲۳۱ زید بن ثابت، ج ۱۹، ص ۳۱۹)

﴿6﴾ ہر فریق کی بات توجہ سے سنئے

آدابِ فیصلہ میں سے یہ بھی ہے کہ فریقین میں سے جس طرح ایک کی بات سنی جائے تو اسی طرح بڑی توجہ سے دوسرے کی بات بھی سنی جائے۔ چنانچہ، امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا، تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! آپ مجھے بھیج تو رہے ہیں مگر میں کم عمر ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم بھی نہیں ہے۔ (لہذا اس امر میں میری اعانت بھی فرمائیے!) تو سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ”اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ (دھیان رکھنا کہ) جب فریقین تمہارے سامنے بیٹھ جائیں تو اس وقت تک فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دونوں کی باتیں نہ سُن لو۔ کہ یہ طریقہ کار تمہارے لئے فیصلہ کو واضح کر دے گا۔“

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

کہ اس کے بعد کبھی مجھے کسی فیصلہ میں تردد نہ ہوا۔

(ابو داؤد، کتاب القضاء، باب کیف القضاء، الحدیث: ۳۵۸۲، ج ۳، ص ۶۳)

﴿7﴾ فیصلہ میں جلدبازی نہ کیجئے

آدابِ فیصلہ میں سے اہم ترین یہ ہے کہ فیصلہ میں جلدی نہ کرے۔ کیونکہ جلدبازی کا انجام برا ہوتا ہے۔ چنانچہ،

سرورِ کائنات صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے کہ کسی کام میں توقف کرنا (جلدبازی سے کام نہ لینا) اللهُ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے اور جلدبازی شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی التأنی والعجلة، الحدیث: ۲۰۱۹، ج ۳، ص ۴۰۷)

صحابی رسول کی حکایت:

اسی طرح مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں دو شخص بابِ کئدہ کی جانب سے داخل ہوئے۔ اس وقت کچھ انصار دائرے کی صورت میں تشریف فرما تھے، جن میں حضرت سیدنا ابومسعود انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ بھی شامل تھے۔ چنانچہ، ان دونوں میں سے ایک نے انصار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ کیا کوئی شخص ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کر دے گا؟ تو ایک شخص فوراً بولا ہاں ادھر میرے پاس آؤ۔ تو اس کی یہ بات سن کر سیدنا ابومسعود انصاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے کنکریوں کی مٹھی

بھر کر اسے ماری اور فرمایا کہ (فیصلہ میں جلدی کرنے سے) رک جاؤ۔ کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیصلہ میں جلد بازی کو ناپسند فرماتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب آداب القاضی، باب کراہیۃ طلب الامارۃ والقضاء..... الخ، الحدیث: ۲۰۲۵۲، ج ۱۰، ص ۱۷۳)

﴿8﴾ خوب تحقیق سے کام لیجئے

پہلے خوب تحقیق سے کام لے، پھر جو حق ظاہر ہو اسی پر فیصلہ دے۔ چنانچہ، رسول اکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جب قاضی فیصلہ کرے تو خوب تحقیق کر لیا کرے، (اگر تحقیق کے بعد) اس نے درست فیصلہ کیا تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر اس سے (فیصلہ میں) کوئی خطا ہو جائے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاقضية، باب بیان اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطأ، الحدیث: ۱۷۱۶، ص ۹۴۴)

دوست کے قاتل:

ایک شخص اپنے چند دوستوں کے ساتھ کسی سفر پر گیا، اس کے دوست تو واپس لوٹ آئے مگر وہ واپس نہ آیا تو اس کے گھر والوں نے اس کے دوستوں پر الزام لگایا کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ جب معاملہ قاضی شریح رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے پاس گیا تو آپ نے پوچھا کیا قتل کا کوئی گواہ ہے؟ چونکہ قتل کا کوئی گواہ نہ تھا لہذا وہ

اس معاملہ کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں لے گئے اور ساری بات عرض کر دی کہ قاضی شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے یہ یہ کہا ہے۔ ان کی ساری باتیں سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے قاضی شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز عمل پر پہلے بطور کہاوت یہ شعر پڑھا:

أوردَهَا سَعْدٌ وَسَعْدٌ مُشْتَمِلٌ

يَا سَعْدٌ لَا تُرَوِّى بِهَا ذَاكَ الْإِبِلُ

ترجمہ: سعد چادر میں اونٹوں کو کنویں پر لایا اور خود چادر تان کر سو گیا (اے کاش! کوئی سعد کو بتائے کہ) اے سعد! اونٹوں کو اس طرح پانی نہیں پلایا جاتا۔ اس کے بعد آپ نے ایک اور عربی کہاوت کہی: إِنَّ أَهْوَنَ السَّقْيِ التَّشْرِيعُ۔ یعنی جانوروں کو پانی پلانا ہو تو سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ انہیں کسی گھاٹ وغیرہ سے پانی پلایا جائے۔

پھر آپ نے اس شخص کے تمام دوستوں کو جدا جدا کر کے بلایا اور ان سے مختلف سوالات کئے تو ان کے جوابات میں پہلے تو اختلاف پایا گیا اور بالآخر انہوں نے تسلیم کر لیا کہ ہاں واقعی انہوں نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ، امیر المؤمنین نے فیصلہ فرمایا کہ بطور قصاص ان سب کو بھی قتل کر دیا جائے۔

(السنن الكبرى للبيهقي، كتاب آداب القاضي، باب الثبوت في الحكم،

الحديث: ۲۰۲۷۴، ج ۱۰، ص ۱۷۹)

امام بیہقی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم کی بیان کردہ دونوں کہاوتوں کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ نے جو شعر پڑھا اس کی اصل یہ ہے کہ ایک شخص اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کے لئے ایک ایسی جگہ لایا جہاں سے وہ خود پانی نہیں پی سکتے تھے جب تک کہ کوئی اس جگہ سے پانی نکال کر انہیں نہ پلاتا (مثلاً کنواں وغیرہ) اور پھر وہ شخص خود چادر تان کر سو گیا اور اونٹوں کو پانی پینے کے لئے ویسے ہی چھوڑ دیا۔ تو ایسے شخص کو شاعر نے نصیحت کی ہے کہ اے فلاں! تمہارے سو جانے سے اونٹ سیراب نہ ہوں گے۔ اور دوسری کہاوت میں ارشاد فرمایا کہ پانی پلانے کا آسان طریقہ یہی ہے کہ حوض وغیرہ جیسی جگہوں پر پانی پلایا جائے جہاں مشقت نہ اٹھانا پڑے اور جانور خود ہی پانی پی لیں۔

یعنی آپ نے قاضی شریح رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے ارشاد فرمایا کہ اے شریح! معاملہ کی حقیقت جاننے کے لئے خوب تحقیق سے کام لیتے اور اس میں خوب غور و فکر کر کے اس شخص کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے کہ اس کے ساتھ درحقیقت کیا معاملہ پیش آیا مگر انہوں نے آسان راستہ اپنایا اور تحقیق کو مشکل جانتے ہوئے

صرف گواہی کو ہی کافی جانا۔ (المرجع السابق)

مسئلے کا جواب کئی دن بعد دیا:

ایک شخص حضرت سپیدنا سخون مالکی ^(۱) عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللَّهِ الْقَوِي کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک مسئلہ پوچھا۔ مگر آپ نے اسے فوراً جواب نہ دیا، وہ شخص لگا تار حاضر خدمت ہوتا رہا اور آخر تیسرے دن عرض کرنے لگا: ”جناب! آج تیسرا دن ہے۔“ تو آپ نے فرمایا: ”اے میرے دوست! میں کیا کر سکتا ہوں؟ تمہارا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہے۔ اس کے بارے میں بہت سے اقوال مروی ہیں اور میں حیران ہوں کہ کس قول کو ترجیح دوں۔“ اس نے عرض کی: ”حضرت! اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو سلامتی و صحت عطا فرمائے! آپ تو ہر پیچیدہ مسئلہ حل کرنے والے ہیں۔“ حضرت سخون رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ نے ارشاد فرمایا: ”اے نوجوان! ایسی باتیں نہ کرو۔ کیونکہ میں تمہاری

①..... آپ کا اصل نام ابو سعید عبدالسلام بن سعید توفیقی (السمتوفی سنہ ۲۴۰ھ) ہے اور سخون لقب ہے۔ آپ نے حضرت سپیدنا امام مالک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کی خدمت میں رہ کر بیس سال تک علمی خزانے جمع کرنے والے حضرت عبدالرحمن بن قاسم رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ سے علمی فیضان حاصل کیا۔ اور پھر مغرب میں حضرت امام مالک رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ کے مذہب کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ (ادب المسفتی والمستفتی لابن صلاح، ص ۱۵) آپ قیروان کے قاضی بھی تھے۔ بہت زیادہ عقلمند و دانا انسان تھے، انتہائی متقی و پرہیزگار تھے اور عوام میں آپ کی جو دو سخاوت کا شہرہ تھا۔ آپ رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرمایا کرتے کہ دنیا کو چاہنے والا انسان ایک اندھے کی مثل ہوتا ہے اور علم کی روشنی بھی اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۷۱)

خاطر اپنے جسم کو آگ میں نہیں جھونک سکتا۔ جو جانتا نہیں اس سے زیادہ کوشش بھی نہیں کر سکتا۔ اگر صبر کرو تو مجھے امید ہے کہ تمہارے مسئلہ کا کوئی حل نکل آئے گا اور اگر میرے علاوہ کسی دوسرے کے پاس اس مسئلہ کے حل کے لئے جانا چاہتے ہو تو جاؤ، چلے جاؤ وہ تمہیں ایک لمحہ میں اس کا حل بتا دے گا۔“ تو اس نے فوراً عرض کی:

”جناب! میں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، مجھے اس مسئلہ کے حل کے لئے کسی دوسرے کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔“ پس آپ نے اسے صبر کی تلقین کی اور پھر اس کا مسئلہ بھی حل کر دیا۔ (ادب المفتی والمفتی لابن صلاح، ص ۱۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس روایت سے ہمیں دو مدنی پھول ملتے ہیں۔ ایک مسئلہ پوچھنے والے کے لئے اور دوسرے مسئلے کا حل بتانے والے کے لئے ہے:

مسئلہ پوچھنے والے کے لئے مدنی پھول یہ ہے کہ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کسی اہل اسلامی بھائی کی خدمت میں ہی اس کے حل کے لئے حاضر ہو اور غیر اہل کے پاس کبھی نہ جائے۔ اور حضرت سحنون مالکی عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْقَرِیْ کے عمل سے حل بتانے والے کے لئے یہ مدنی پھول ملتا ہے کہ مسئلہ کسی بھی نوعیت کا ہو کبھی بھی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے اور حق بات جاننے کے لئے اس کے تمام جزئیات پر خوب غور و فکر کرنا چاہئے۔ کہیں غلط حل بتانے کی وجہ سے جہنم کی آگ کا حقدار نہ ہونا پڑے۔

﴿9﴾ غصے میں فیصلہ نہ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی سبب سے طبیعت بے چین اور مضطرب ہونے یا غصہ وغیرہ کی کسی بھی ایسی حالت میں فیصلے سے گریز کرنا چاہئے جو حق و ناحق کے درمیان رکاوٹ بن سکتی ہو۔ چنانچہ،

حضرت سپدنا ابو بکرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے بیٹے حضرت عبد الرحمن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ارشاد فرمایا کہ بھتیان کے قاضى عُيَيْدُ اللهُ بن ابى بکره کو مکتوب لکھو کہ کبھی بھی غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے صاحبِ حلم و حکم، رسول مُحْتَشَم صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”کوئی شخص دو بندوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔“ (صحیح مسلم،

کتاب الاقضیة، باب کراهة القاضی وهو غضبان، الحدیث: ۱۷۱۷، ص ۹۴۵)

﴿10﴾ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! فیصلہ کرتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھئے کہ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو۔ ہمیشہ عدل کا دامن تھامے رہیں کہ عدل سے کام لینا جنت میں لے جانے والا اور فیصلہ میں نا انصافی کرنا جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ چنانچہ، حضرت بُرَیْدَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ آقائے مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان عالی شان ہے: ”قاضی (یعنی فیصلہ کرنے والے) تین طرح

کے ہوتے ہیں: ایک جنتی اور دوزخی۔ پس جنتی وہ ہے جو حق پہچان کر اس کے مطابق فیصلہ کرے اور جو قاضی حق جان لے مگر فیصلہ میں ظلم کرے وہ دوزخی ہے اور جو جہالت پر (یعنی حق و ناحق کی تحقیق کے بغیر) لوگوں کے فیصلے کرے وہ بھی دوزخی ہے۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الاقضية، باب فی القاضی یخطئ، الحدیث: ۳۵۷۳، ج ۳، ص ۴۱۸)

ایک روایت میں ہے کہ روزِ قیامت تمام حاکموں کو لایا جائے گا، ان میں عادل بھی ہوں گے اور ظالم بھی۔ یہاں تک کہ جب وہ سب پل صراط پر کھڑے ہو جائیں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”تم میں سے بعض میرے محبوب ہیں۔“ (وہی بحفاظت پل صراط سے گزر پائیں گے) اور جو حاکم اپنے فیصلے میں ظلم کرنے والا، رشوت لینے والا یا مقدمے کے فریقین میں سے کسی ایک کی بات زیادہ توجہ اور دھیان سے سننے والا ہوگا وہ ستر سال تک دوزخ کی گہرائی میں گرتا چلا جائے گا۔ اس کے بعد ایسے حاکم کو لایا جائے گا جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مقرر کردہ سزاؤں سے زیادہ کسی کو سزا دی ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ”لِمَ صَدَرْتَ فَوْقَ مَا أَمَرْتُكَ؟“ تو نے میرے حکم سے زائد کیوں سزا دی؟ عرض کرے گا: ”غَضِبْتُ لَكَ“ اے باری تعالیٰ! مجھے تیری خاطر غصہ آ گیا تھا۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”کیا تیرا غصہ میرے غضب سے زیادہ سخت تھا؟“ اس کے بعد

ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے حدودِ اللہ کے نفاذ میں کمی کی ہوگی اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پوچھے گا: ”اے میرے بندے! لِمَ قَصَّرْتَ؟ تو نے سزا میں کمی کیوں کی؟ عرض کرے گا: ”اے پروردگار! مجھے اس پر رحم آ گیا تھا۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”کیا تیری رحمت میری رحمت سے بڑھ کر تھی؟“

(جامع الاحادیث للسیوطی، الحدیث: ۷۸۲۱، ج ۹، ص ۲۳۴)

حضرت سیدنا امام فخر الدین رازی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے تفسیر کبیر میں ایک حدیثِ پاک نقل فرمائی ہے کہ ”قیامت کے دن ایک ایسے حاکم کو بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جائے گا جس نے حد میں ایک کوڑے کی کمی کی ہوگی۔ اس سے پوچھا جائے گا: ”لِمَ فَعَلْتَ ذَٰلِكَ؟“ تو نے ایسا کیوں کیا؟ وہ عرض کرے گا: ”رَحْمَةً لِّعِبَادِكَ۔“ تیرے بندوں پر رحمت اور شفقت کرنے کے لئے۔ تو اسے کہا جائے گا: ”اَنْتَ اَرْحَمُ بِهِمْ مِنْنِیْ؟“ کیا تو مجھ سے زیادہ ان پر رحم کرنے والا ہے؟ فِیَوْمَ مَرَّ بِهِ اِلَى النَّارِ۔ پس اسے دوزخ میں پھینک دینے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر ایسے حاکم کو بارگاہِ الہی میں پیش کیا جائے گا جس نے مقررہ حد سے ایک کوڑا زیادہ مارا ہوگا۔ اس سے اس کی وجہ پوچھی جائے گی: ”لِمَ فَعَلْتَ ذَٰلِكَ؟“ تو نے ایسا کیوں کیا؟ تو عرض کرے گا: ”لِیَنْتَهَوْا عَنِ مَعَاصِیْكَ۔“ اے باری تعالیٰ! میں نے ایسا اس لئے کیا تاکہ لوگ تیری نافرمانی سے باز آجائیں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ

ارشاد فرمائے گا: ”أَنْتَ أَحْكَمُ بِهِ مِنِّي؟“ کیا تو مجھ سے بہتر حکم کرنے والا ہے؟

فَيَوْمَرِ بِهِ إِلَى النَّارِ۔ پھر اسے بھی آگ میں پھینکے جانے کا حکم دیا جائے گا۔

(التفسیر الكبير للامام الفخر الرازی، سورة النور، تحت الاية: ۲، الجزء الثالث

والعشرون، ج ۸، ص ۳۱۷)

دارالافتاء سے رجوع کرنے کا مشورہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کچھ معاملات نجی نوعیت کے بھی ہوتے ہیں اگر آپ

کے پاس ایسے معاملات آئیں جن کا تعلق گھریلو امور، طلاق، جائیداد یا کاروبار

وغیرہ سے ہو تو ایسی صورت میں ان فریقین کی علمائے اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

کی طرف راہنمائی فرمادیں کہ یہ ان فیصلوں کی نزاکت اور انداز کو بہتر سمجھتے ہیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ إِحْسَانِهِ وَبِفَضْلِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَبْلِيغِ

قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت،

احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی

ہے، ان تمام امور کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل

میں لایا گیا ہے جن کے تحت بہت سے شعبہ جات خدمتِ دین کے لئے

کوشاں ہیں۔ ان میں سے ایک شعبہ ”دارالافتاء اہلسنت“

بھی ہے، یہ دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام كَثَرَهُمُ اللَّهُ تَعَالَىٰ پر مشتمل

ہے اور اس کا کام عوام الناس کی شرعی راہنمائی کرنا ہے۔

ہاں! اگر آپ کے پاس اسلامی بھائیوں کے آپس کے تنازعات و اختلافات کے معاملات آئیں جن کا تعلق تنظیمی امور سے ہو تو حتی المقدور طرفین کی سُن کر صلح کروادیں بشرطیکہ صلح میں کسی کی ایسی حق تلفی نہ ہو کہ جس کا ادا کرنا ضروری ہو۔ ورنہ اہلیت ہو تو حق بات پر فیصلہ کی ترکیب بنا دیجئے۔

”امیرِ اہلسنت“ کے دس حروف کی نسبت سے فیصلہ کرنے کے دس مَدَنی پھول

- 1 ﴿﴾ علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوں۔
- 2 ﴿﴾ جو اہل ہو وہی فیصلہ کرے۔
- 3 ﴿﴾ حکم بننے کی خواہش نہیں کرنا چاہئے۔
- 4 ﴿﴾ فریقین میں صلح کرا دیجئے۔
- 5 ﴿﴾ فریقین سے برابری کا سلوک کیجئے۔
- 6 ﴿﴾ ہر فریق کی بات توجہ سے سنئے۔
- 7 ﴿﴾ فیصلہ میں جلد بازی نہ کیجئے۔
- 8 ﴿﴾ خوب تحقیق سے کام لیجئے۔

﴿9﴾ غصے میں فیصلہ نہ کیجئے۔

﴿10﴾ کسی فریق کا حق ضائع نہ ہو۔

امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ كَا

فیصلہ کرنے کا انداز

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ہمارے شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ نے اسلامی بھائیوں کے درمیان پیدا ہونے والی شکر رنجیوں میں کئی بار فیصلے کرائے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ کا مبارک انداز یوں دیکھا گیا ہے:

صلح و فیصلہ سے پہلے آپ دعا کر کے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے فریبِ نفس و شیطان کے خلاف استعانت کرتے ہیں۔ پھر کمالِ ضبط سے فریقین کا موقفِ سماعت کرتے ہیں۔ آپ دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ کی عادتِ مبارکہ ہے کہ ہرگز کسی ایک کی طرف جھکاؤ اختیار نہیں فرماتے، سامنے کیسا ہی ذمہ دار یا قریبی اسلامی بھائی ہو انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور جو حق ہو اسی پر فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔

آپ کی حتی الامکان یہی کوشش ہوتی ہے کہ معاملہ صلح و صفائی سے طے پا جائے چنانچہ بارہا ایسا ہوا کہ دو فریق آپس میں غم و غصہ لئے بارگاہِ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَةِ میں حاضر ہوئے اور اپنے اپنے موقف و مدعا پر ضد اور سختی کا

مظاہرہ کیا مگر جب امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اپنے دلکش انداز، حکمتِ عملی اور حسنِ تدبیر سے صلح کی برکتیں، غصے اور اس کے سبب پیدا ہونے والے بغض و کینہ وغیرہ کے نقصانات، قطعِ تعلُّق کی نحوستیں، معاف کرنے اور مسلمانوں کے عیب چھپانے کے فضائل، غیبت و تہمت کی تباہ کاریاں اور ان سے بچنے کے طریقے، ظلم پر صبر کے فوائد، آپس کی محبت اور حقوقِ العباد کی بجا آوری کی ترغیبات ارشاد فرمائیں تو انہیں سن کر فریقین اپنے موقف سے دستبردار ہو کر صلح پر آمادہ ہو گئے اور جذباتِ تائثر سے رو رو کر ایک دوسرے سے معافی مانگتے ہوئے گلے گلے۔ چنانچہ،

یورپین ممالک کے ایک شہر کے تنظیمی ذمہ دار اسلامی بھائیوں میں شکر رنجیاں چل رہی تھیں۔ صلح کی کوئی مضبوط صورت نہیں بن پاتی تھی اور دعوتِ اسلامی کا مدنی کام بہت متاثر تھا۔ امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی اس طرف توجہ دلائی گئی تو آپ نے ایک مکتوب دیا۔ چنانچہ مجلسِ بیرونِ ملک کے ایک ذمہ دار اسلامی بھائی وہ مکتوب لے کر بابِ المدینہ کراچی سے سفر کر کے رجبِ المرَجَّب کے ۱۲۲ھ میں مطلوبہ شہر پہنچے۔ اسلامی بھائیوں کو جمع کر کے ”مکتوبِ عطار“ پڑھ کر سنایا گیا، سُن کر سارے بیقرار و اشکبار ہو گئے، رو رو کر ایک دوسرے سے معافیاں مانگ لیں اور سب نے صلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ

وہاں اب آئن ہے، دعوتِ اسلامی کے مدنی کاموں اور مدنی قافلوں میں ترقی کی اطلاعات ہیں۔ یہ مکتوبِ آخرت کی یاد دلانے والا، خوفِ خدا میں تڑپانے والا اور صلح و صفائی پر ابھارنے والا ہے۔ مدنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دکھیااری امت کے عظیم تر مفاد کی خاطر مجلسِ مکتوبات و تعویذات عطار یہ کی جانب سے اس انقلابی مکتوبِ عطار کو ضرورتاً ترمیم کے ساتھ ”ناچاقیوں کا علاج“ کے نام سے ایک رسالہ مکتبۃ المدینہ سے پیش کیا گیا ہے۔ جہاں بھی ذاتی ناراضیوں کے باعث مسلمانوں میں دو فریق بن گئے ہوں یہ رسالہ پڑھ کر سنا دیا جائے، اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ خائفین کے جگر پاش پاش ہو جائیں گے اور وہ اللہُ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر کر صلح کر لیں گے۔

اس رسالے میں آیات و روایات اور حکایات کی روشنی میں چچقلشوں اور ذاتی رنجشوں کے نقصانات کا وہ عبرتناک بیان ہے جو کہ نرم دلوں کے لئے اِنْ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ مرہمِ جراحت اور سخت دلوں کے لئے تازیانہٴ عبرت ثابت ہو گا۔ جو عبرت حاصل کرے کرے اور جو نہ کرے نہ کرے، نصیب اپنا اپنا!!!!!!

آئیے اس رسالہ سے چند ابتدائی اور آخری سطور پڑھتے ہیں:

سگِ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی عُفَیْ عَنہُ کی طرف سے تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی..... جگہ کا نام حذف کر دیا ہے

..... کی مجلس مشاورت کے نگران، اراکین اور ذمہ دار اسلامی بھائیوں کی خدمات میں نفرتیں مٹانے والے اور مَحَبَّتیں پھیلانے والے پیارے پیارے آقا مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے عمامہ پُر انوار کے بو سے لیتا ہوا، کیسوئے خمدار کو چومتا ہوا، مدینے کی گلیوں میں گھومتا ہوا، جھومتا ہوا، مشکبار سلام !!!

پھر درودِ پاک کی فضیلت بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”باہمی شکر رنجیوں، بار بار صلح کر لینے کے باوجود ایک دوسرے پر کی جانے والی نکتہ چینیوں کے باعث اٹھنے والے نت نئے فتنوں اور اس کے سبب دین کے عظیم مدنی کاموں کو نقصانوں سے بچانے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پانے اور ثوابِ آخرت کمانے کیلئے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ آپ حضرات کی خدمات میں تحریری حاضری کی سعادت پارہا ہوں۔ اگر میری مدنی التجاؤں کو حرزِ جان بنا لیں گے اور کم از کم ۱۲ ماہ تک ہر مہینے فرداً فرداً یا ذمہ داران کو اکٹھا کر کے اجتماعی طور پر اسی ”مکتوبِ عطار“ کا مطالعہ فرمائیں گے تو آپ سب گلزارِ عطار کے گلہائے مشکبار بن کر اسلامی معاشرے کو سد امہر کاتے رہنے میں اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ کامیابی پاتے رہیں گے۔ اگر میری معروضات کو خاطر میں نہیں لائیں گے اور غلطی کرنے والے کی تنظیمی ترکیب کے مطابق اصلاح کرنے کے بجائے بلا مصلحتِ شرعی ایک دوسرے کو بتاتے پھریں گے اور آپس میں لڑتے لڑاتے رہیں گے تو عداوتوں، کینوں، غیبتوں، چغلیوں، دل آزاریوں، عیب دریوں

اور بدگمانیوں وغیرہ وغیرہ ہلاکت سامانیوں کے ذریعے اپنے آپ کو مَعَاذَ اللّٰهِ
عَزَّوَجَلَّ جہنّم کا حقدار بناتے رہیں گے۔ کاش! پیارے پیارے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے
مقدّس قرآن اور سلطانِ دو جہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے
پاکیزہ فرمان کے فیضان سے کیا جانے والا مجھ سرپاگناہ و عصیان کا مُلتَحِیَانہ بیان آپ
سب کے قلوب و اذہان پر چوٹ لگنے کا باعث بن کر اصلاح کا سامان ہو جائے۔
اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ میرا سمجھانا رازِ یگان نہیں جائے گا۔ پارہ 27، سورۃ الذّٰرِیۃ کی
آیت نمبر 55 میں ارشادِ رَبِّ ذُو الْمَنَنِ ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۵﴾ (پ ۲۷، الذّٰرِیۃ: ۵۵) مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے۔

(ناچاقیوں کا علاج، ص ۳ تا ۵)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اب آئیے امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے اس
دلنشین اندازِ بیان کے اختتامی جملے پڑھتے ہیں اور یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس تحریر پر
تاثیر نے شکرِ رنجیوں میں مبتلا اسلامی بھائیوں پر کیا اثر ڈالا۔ چنانچہ،
بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! برائے کرم! مجھ سگِ مدینہ غُفَی غُنہ کا مان رکھ لیجئے۔
میرادل نہ توڑیئے، اب غصہ تھوک دیتجئے اور سعادتِ مندی کا ثبوت دیتے ہوئے آپس
کے اختلافات ختم کر دیتجئے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں رو رو کر توبہ کیجئے اور ایک

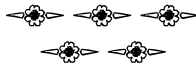
دوسرے کی سابقہ لغزشیں معاف کر دیجئے۔ ایک دوسرے سے معافی تلافی کر لینے کے بعد مہربانی فرما کر نیچے دی ہوئی تحریر کو پڑھ اسن کر اور اچھی طرح سمجھ کر اپنی آخرت کی بہتری کیلئے نیچے دستخط کر کے اس کی copy مجھے ارسال فرما کر مجھ پاپی و بدکار گنہگاروں کے سردار کا دل خوش کر دیجئے۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ سب اسلامی بھائیوں کو جمع کر کے جب مکتوب عطار پڑھ کر سنایا گیا تو انہوں نے باہوشمِ نم اختلافات ختم کر دیئے اور آپس میں صلح کر کے تحریر پر دستخط کر دیئے)

امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ الْعَالِیَہ

سنت کو پھیلا یا ہے امیرِ اہلسنت نے
ہزاروں گم رہوں کو وعظ اور تحریر سے اپنی
کرا کر بہت سے کفار اور فُجَّار سے توبہ
ہزاروں عاشقانِ لندن و پیرس کو دیوانہ
لاکھوں فیشنی چہروں کو داڑھی اور سروں کو بھی
وہ فیضانِ مدینہ رات دن تقسیم کرتا ہے
بہت محنت لگن سے اپنے پیارے دین کا ڈنکا
الہی پھولتا پھلتا رہے روزِ حشر تک یہ
اس ناکارہ عائد کو خلوص اپنے کی شمع کا

بدعت کو مٹایا ہے امیرِ اہلسنت نے
رہ جنت دکھایا ہے امیرِ اہلسنت نے
جہنم سے بچایا ہے امیرِ اہلسنت نے
مدینے کا بنایا ہے امیرِ اہلسنت نے
عمامے سے سجایا ہے امیرِ اہلسنت نے
جسے مرکز بنایا ہے امیرِ اہلسنت نے
دنیا میں بجایا ہے امیرِ اہلسنت نے
گلستاں جو لگایا ہے امیرِ اہلسنت نے
پروانہ بنایا ہے امیرِ اہلسنت نے



دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نگرانِ حضرت مولانا حاجی محمد عمران عطاری رَحْمَةُ اللهِ (تَبَارَكُ) کے تحریری بیانات

طبع شدہ

فیضانِ مرشد (کل صفحات ۳۲)	احساسِ ذمہ داری (کل صفحات ۴۸)
جنت کی تیاری (کل صفحات ۱۰۶)	وقفِ مدینہ (کل صفحات ۷۴)
مدنی کاموں کی تقسیم (کل صفحات ۷۴)	مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے (کل صفحات ۵۲)
مدنی مشورے کی اہمیت (کل صفحات ۳۲)	سود اور اس کا علاج (کل صفحات ۹۲)
سیرتِ سیدنا ابوالدرداء (کل صفحات ۷۵)	فیصلہ کرنے کے مدنی پھول (کل صفحات ۵۶)

زیرِ طبع

پیارے مرشد (کل صفحات ۴۸)	برائیوں کی ماں (کل صفحات ۱۱۲)
--------------------------	-------------------------------

زیرِ ترتیب

امیرِ اہلسنت اور دعوتِ اسلامی	امیرِ اہلسنت کی دینی خدمات
پیر پر اعتراض منع ہے	غیرت مند شوہر
صحابی کی انفرادی کوشش	ہمیں کیا ہو گیا ہے؟



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

سُنَّتِ كِي بھاریس

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مجھے
 مجھے مذنی ماحول میں بکثرت سنتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد
 آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ساری رات
 گزارنے کی مذنی ابتدا ہے، عاشقانِ رسول کے مذنی قافلوں میں سنتوں کی تربیت کے لیے سفر
 اور روزانہ ”گلگھڑیہ“ کے ذریعے مذنی انعامات کا رسالہ پڑھ کر کے اپنے یہاں کے قدمدار کو جمع
 کروانے کا معمول بنا لیجئے، ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی بڑکت سے پابند سنت بننے، سُکنا ہوں سے
 نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی
 کوشش کرنی ہے۔“ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے ”مذنی انعامات“ پر عمل اور ساری
 دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ”مذنی قافلوں“ میں سفر کرتا ہے۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کس تا خیر

- کراچی: حیدر سہہ کمار، فون: 021-32203311
- راولپنڈی: فضل، دریا پانہ، کھل چک، اقبال، روڈ، فون: 061-5553765
- لاہور: داتا، ریلوے، گنگا، گل، فون: 042-37311679
- پشاور: فیضان، مہینہ گل، گبر، 19 انور سٹریٹ، محمود۔
- سرگودھا (پٹنل، پاور): اکتان، پرہار، فون: 041-2532625
- خان پور: آرائی، چاک، مہر، کرا، فون: 006-5571600
- گلشن: چاک، فیضان، سرحد، فون: 058274-37212
- نواب شاہ: چکار، ہزار، مCB، فون: 0244-4362145
- حیدرآباد: فیضان، مدینہ، کئی، فون: 022-2620122
- سکسرا: فیضان، مدینہ، ان، روڈ، فون: 071-5619195
- مٹان: ترمذی، ہائی، سہ، مدینہ، بڑکت، فون: 061-4511192
- گورکھپور: فیضان، مدینہ، گل، پور، گورکھپور، فون: 055-4225653
- کابل: کابل، پاتال، فریڈ، سہ، مدینہ، گل، پور، فون: 044-2550787
- گلبرگ (سرگودھا): فیضان، کابل، پاتال، پاتال، سہ، مدینہ، گل، پور، فون: 043-6007129

مکتبۃ المدینہ (مدینہ اسلامی)
 فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
 فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net